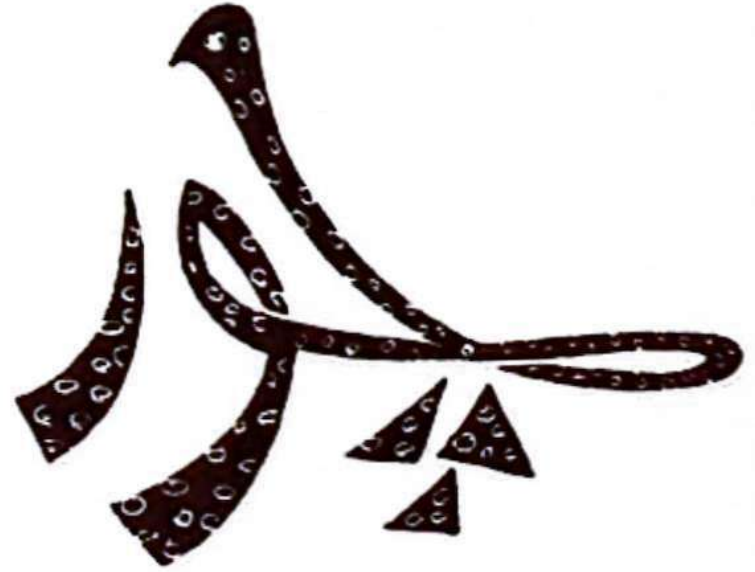


صرف مَوِیَّاتِ
ہم نے یہ کہا ہے کہ
سکتے:

ترجیہ: محمد کمالی شاہد



وہ مقامی پبلک تعلیمی ادارے میں کلرک تھا اور کوٹوالہ سکول
میں رہتا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ ہر صبح پیرس کے مرکز میں
پہننے کے لئے اونٹنی بس سے سفر کرتا تھا اور وہ لڑکی بھی عمر ماں کے سلنے
والی سیٹ پر بیٹھا کرتی تھی۔ یوں وہ اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔
لڑکی ہر روز اپنی ڈیوٹی پر اسی وقت جایا کرتی تھی۔ وہ بہت
زیادہ حسین تو نہ تھی لیکن نہایت پرکشش چہرے اور بے حد مناسب
جسم کی لڑکی تھی۔ وہ پھر تھی سے بس میں سوار ہوتی اور پھر اپنی جگہ پر ٹھہرنے
کے بعد ہمیشہ ایک مخصوص انداز سے اپنے اطراف پر نظر ڈالتی۔
پہلی بار فرانسس کو اس کا خوبصورت چہرہ دیکھ کر عجیب سی حسرت
کا احساس ہوا تھا۔ زندگی میں کبھی کبھار ہی ایسی عورت دکھائی دیتی ہے
جسے بے ساختہ محبت لگا کر پیار کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اس لڑکی نے بھی
اس کے اندرونی جذبات کو بھانپ لیا۔ وہ اس محبت کو پہچان گئی جو
فرانسس کے سینے میں روشن ہو گئی تھی۔
وہ اسے نگاتا رہتا تھا اور وہ جواب میں شرمناک جاتی اسے
اپنی ڈھٹائی اور بے بالی کا احساس تھا لیکن غیر ارادی طور پر اس کی نظریں



فرانس نے اسے تسی دینے کی کوشش کی، لیکن وہ جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی وہ جلد از جلد اپنے گھر پہنچنا چاہتی تھی۔

”میرے خدا! میرے خدا!“ وہ زیر لب بڑبڑاتی تھی۔
 ”میری بات سنو کچھ دیر کے لئے رک جاؤ!“ فرانس کہتا رہا،
 ”میں نے اس کی ایک زسٹی اس کی آنکھیں خلاؤں میں گھور رہی تھیں وہ
 سارے رات خاموش رہی اور پھر ریلوے اسٹیشن پہنچنے کے بعد وہ
 فرانس کو الوداع کہے بغیر ہی گاڑی پر سوار ہو گئی۔“



”دوسری صبح جب وہ بس میں ملی تو فرانس کو اس کا چہرہ کچھ بدلا
 بدلا عکس ہوا۔“
 ”مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں تم اگے بس اسٹاپ پر
 اتر جاؤ۔“ فرانس نے کہا۔
 بس اسٹاپ پر اترتے ہی ٹیس چٹ پڑی۔
 ”اب ہمیں ایک دوسرے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ دینا
 چاہیے اس واقعے کے بعد میں اب تم سے مل نہیں سکتی!“
 ”مگر کریں؟“ فرانس نے احتجاج کیا۔

”بس نہیں مل سکتی..... میں نے ایک بار غلطی کی اب اسے نہ ہرنے
 کا ارادہ نہیں ہے!“
 اس نے ٹیس۔ سہیتیں کیں محبت کے واسطے دینے کچھ دیر کے
 ساتھ نے اس کے دل میں دوسرے کے قرب۔ کنگ کو اور تازہ کر دیا تھا وہ
 آزادی کے ساتھ اس سے اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتا لیکن دوسرے کا
 ایک ہی جواب تھا۔
 ”نہیں نہیں۔ قطعی نہیں!“

فرانس جذبات کی رو میں بہتا چلا گیا۔ اس نے دوسرے کی پیش کش بھی کی لیکن اس نے صاف انکار کر دیا اور اسے چھوڑ کر چلی گئی۔
 اس کے بعد ایک ہفتے تک ان کی ملاقات نہ ہو سکی۔ فرانس
 کو اس کا پتا معلوم نہ تھا اس نے وہ یہ سمجھ بیٹھا کہ اب دوسرے کا ملنا ناممکن
 ہو گیا ہے مگر دوسرے دن اس کے فیسٹ پر کسی نے دوسرے کی اور وارہ
 کھولنے پر فرانس نے دوسرے کو وہاں موجود پایا۔ وہ فرانس کو دیکھتے ہی
 بے اختیار اس سے چٹ گئی اور آٹھ دن کی جدائی کی کسر نکالنے لگی.....

مشراب کے چند گلاس اس پر یہ دنگل از قربت۔ وہ دوسرے عجیب و
 غریب جذبات کا شکار ہو گئے کافی دیر تک وہ خاموش ہی رہے آخر
 وہاں سے اٹھ کر وہ قریبی باغ میں بیٹھنے چلے گئے۔ یہ باغ دریائے سین
 کے کنارے کنارے بہت وسیع علاقے پر پھیلا ہوا ہے۔ وہاں تک فرانس
 نے پہنچا۔

”تمہارا نام کیا ہے؟“

”ٹیس!“

”ٹیس! فرانس نے روانی انداز میں اس کا نام دہرایا اور
 اس کے سوا کچھ نہیں کہا۔“

”دیر کے دوسرے جانب بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے مکانات کا عکس
 پانی میں بہت خوبصورت دکھائی دے رہا تھا۔ قدم قدم پر نئے نئے رنگ
 برنگے پھولوں کے پوسے لگے ہوئے تھے۔ ٹیس نے ان پھولوں کو اکٹھا
 کر کے گلہ ستر بنانا شروع کر دیا۔ اور فرانس زیر لب کوئی نغمہ گنگنا رہا تھا ان
 کے بائیں طرف زمین پر سیلیں پھیلی ہوئی تھیں۔“

”وہ دیکھو ان سیلوں کے منقار پر کتنی خوبصورت سی جگہ بنی ہوئی ہے
 بیٹھنے کے لئے!“ فرانس نے دوا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں
 دوسروں کے ٹھنڈے آگے بٹھتے چلے گئے۔ ٹھنڈے درخت کے سائے میں پہنچ کر
 آسمان بھی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ہر طرف عجیب سی زمانی فضا
 طاری تھی۔ ہر طرف ہنسے کا نرم و نازک قالمین بچھا ہوا تھا۔
 ”کتنی خوب صورت جگہ ہے۔“ ٹیس نے کہا۔

”دوسرے گریبا کے گھنٹے — کی آواز سنائی دی وہ دوسرے ایک
 دوسرے کے قریب قریب بیٹھ گئے۔ پھر باتوں ہی باتوں میں دوسرے پر
 دوا ہو گئی۔ کچھ دیر بعد فرانس بھی اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ اس نے
 پہلے الفاظ کے ذریعے اور پھر عملی طور پر اپنی محبت کا اظہار کرنا شروع
 کر دیا پہلے پہل دوسرے کی کسمپاسی لیکن آخر کار اس پر بھی جذبے غالب آگئے
 اور وہ بھی گرجوئی سے فرانس کی محبت کا جواب دینے لگی۔ وہ آنکھیں
 بند کئے دنیا و مافیہا سے بے خبر اس کی آغوش میں بیٹھ رہی اور اس بخوردی
 کے عالم میں اس نے خود کو فرانس کے حوالے کر دیا۔ جذلوں نے شدت
 اختیار کر لی محبت بے قبال ہو گئی۔ اور اپنا کام کر گئی لیکن کچھ ہی دیر بعد یہ
 نشہ اترتا تو دوسرے چھوٹ چھوٹ کر رہ گئی۔“

جانے کی محبت نہ تھی۔ اس لڑکے نے بے خیالی میں فرانسس کی طرف دیکھا، فرانسس ٹپاٹل زور زور سے دھڑکتا ہوا ٹکسوس ہوا۔
وہ اس کا اپنا بیٹا تھا.... اس میں کسی شبہ کی گنجائش ہی نہ تھی۔
اس نے دوبارہ اس لڑکے کے چہرے کا جائزہ لیا تو اسے اپنے بچپن کی وہ تصویریں یاد آگئیں جو اب بھی اس کے پاس محفوظ تھیں وہ اس انتظار میں دیں میٹھا بارکروئس دریاں چلے تو وہ اس کا تعاقب کر کے گھر کا پتا معلوم کر سکے۔



اس رات وہ سو رہا.... بچے کا خیال اسے تڑپاتا رہا۔
بیٹا! اس کا اپنا بیٹا اس کی اپنی اولاد.... اس نے یہ فطی
کیوں کی؟ شاید اسے خود یقینی نہ تھا کہ ٹکسوس نے بیج بولا ہو.... اب
کیا ہو سکتا تھا؟
وہ کسی طور پر اسی مکان میں پہنچا جہاں وہ پہلے رہتی تھی آ
تباہ کیا کہ اس کے ایک رحمدل پڑوسی نے اس کی حالت پر رحم کھاتے
ہوئے اس سے شادی کر لی تھی۔ اسے ٹکسوس کی خطاؤں کا علم تھا لیکن
اس کے باوجود نہ صرف اس نے ٹکسوس کو صلو میں دل سے قبول کیا بلکہ اس
کے بیٹے کو بھی اپنا بیٹا قرار دیا۔

وہ ہر اتوار کراہی پارک میں پہنچ جاتا کیونکہ ہر بار وہ وہیں نظر
آتی تھی.... جب بھی وہ انہیں دیکھتا اس کے سینے میں اپنے بیٹے
کو گھٹے لگانے اور پیا دھرنے کی خواہش شدت کے ساتھ ابھرتی.... وہ
اپنے بیٹے کو اغوا کر کے لیجانے کی سوچتا.... دور.... کسی ایسی جگہ
پر جہاں وہ اسے اپنی بھرپور محبت سے نواز سکتا!!!

وہ اپنی تنہائیوں میں تڑپتا رہتا اس نے اب تک شادی
نہیں کی تھی، کوئی اس کی دیکھ بھال اور فکر کرنے والا نہ تھا۔ اس کے
دل میں اس بار عجیب جذبوں نے سر اٹھایا تھا.... شاید یہ جذبہ قدرت
نے اس کے دل میں اسے سزا دینے کے خیال سے پیدا کیا تھا۔ آخر اسی
ازیت سے گھبرا کر ایک روز اس نے ٹکسوس سے ملنے کی ٹھانی جب وہ
پارک میں داخل ہو رہی تھی وہ اس کے راتے میں حائل ہو گیا۔

”تم نے مجھے پہچانا نہیں؟“

اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر میسے اس پر انجانا سا
خوف طاری ہو گیا۔ اس نے جلدی سے اپنے دونوں بچوں کے ہاتھ

اور پھر وہ تقریباً تین ماہ تک اسی کے گھر پر رہ گئی۔ وہ رفتہ رفتہ اس سے
اکٹانے لگا جب ٹکسوس نے اسے ایک عورت کی زندگی کا سب سے قیمتی اور
حسین ترین راز بتایا تو اس نے جلد از جلد اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا
فیصلہ کر لیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیوں کر ٹکسوس کو اپنی زندگی
سے نکال سکتا ہے لہذا ایک رات اس نے خود ہی ٹکسوس کی زندگی سے
چوری چھپے فرار ہونے کا ارادہ کیا اور ضروری ٹانٹے کے ساتھ کہیں نکل گیا
یہ صدر اتنا شدید تھا کہ ٹکسوس نے اس دغا باز شخص کو تلاش
کرنے کے بجائے خود اپنی ماں کے قدموں میں گر کر اپنی بد قسمتی اور تباہی
کا اقرار کر لیا اور چند ماہ بعد ایک منٹ سے خوبصورت بیٹے کو جنم دیا۔



وقت نے کوٹ لی۔ کئی سال بیت گئے، فرانسس کی زندگی میں
کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوئی اور وہ عمر کی سیڑھیاں طے کرتا رہا۔ اسے نہ کوئی امید
تھی اور نہ کوئی تنہا۔ ہر صبح وہ ایک ہی وقت پر اٹھتا، انہیں مانوس گھروں
سے گزرتا، اسی دفتر میں اسی دروازے سے داخل ہوتا اور اسی ایک کرسی
پر بیٹھ کر وہی ایک کام کرتا۔ وہ دنیا میں تنہا تھا۔ دن میں اپنے تمام ساتھیوں
کے درمیان بھی وہ بالکل کیلا تھا۔ اپنے فیلڈ میں رات کے وقت بھی وہ
بالکل تنہا ہوتا۔ اور یہاں اپنے بڑے چپے اور بڑے وقت کے لئے سو فرماہک
بچا رکھتا۔!

ہر اتوار کی صبح وہ گلیوں کے سیشن پر جا بیٹھا اور آنے جانے والے
مسافروں کو دلچسپی سے دیکھتا رہتا۔ ایک اتوار کو وہ حسب معمول سیشن کی طرف
جانے کے بجائے قریبی پارک میں جا کر بیٹھ گیا۔ جہاں چند مائیں اپنے اپنے
بچوں کو لئے ادھر ادھر مچھلی ہوئی تھیں، اس کے قریب سے ایک عورت
اپنے دو بچوں کو لئے گزری، ایک لڑکا جس کی تروس سال ہوئی اور
ایک لڑکی چار سال کی تھی۔ یہ عورت وہی تھی!

وہ تھوڑی دیر تک اٹھ کر اس کے پیچھے گیا۔ پھر کچھ سوچ کر ایک
بچہ پر بیٹھ گیا۔ وہ اسے پہچان نہ سکی تھی۔ وہ خود بھی آگے چل کر ایک بچہ پر
بیٹھ گئی۔ اس کا بیٹا نہایت سنجیدگی اور خاموشی سے اپنی ماں کے برابر
بیٹھ گیا جبکہ ننھی بچی ریت کے گھروں سے بنانے لگی۔

وہ وہی تھی.... مگر اب چہرے پر سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے
اس نے عام سا لباس پہنا ہوا تھا مگر اس کے انداز سے ہلائی خود اعتمادی
اور وقار جھلک رہا تھا۔ وہ اسے دور ہی سے دیکھتا کیونکہ اس میں قریب

اس کا انداز نہایت پُر وقار اور خرفیاز تھا۔ فرانس بہت متاثر ہوا
 "جناب مجھے یہ کہتے ہوئے سخت مذمت اور افسوس کا سامنا کرنا
 پڑ رہا ہے کہ میں عجیب غریب لذت کا شکار ہوں.... میں اپنے
 بچے کو پیار کرنے.... صرف ایک بار سینے سے لگنے کیلئے مر رہا ہوں!"
 مٹرفیل نے اٹھ کر ملازم کو آواز دی۔
 "ذرا برٹن کر لے کر آؤ!"

ملازم کے جانے کے بعد وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے
 کو دیکھتے رہے جیسے ان کے پاس گفتگو کا کوئی اور موضوع ہی نہ ہو پھر
 اچانک ایک دس سالہ بچہ تیزی سے کمرے میں داخل ہوا.... اور
 سیدھا اپنے باپ کے پاس گیا لیکن پھر ایک آجنبی کی موجودگی کا احساس
 ہوتے ہی کچھ ٹھٹھک گیا۔ مٹرفیل نے بڑھ کر اس کے ماتھے کو چوما اور پھر
 فرانس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 "جاؤ! ان صاحب کو بھی بوسہ دو!"

بچہ آہستہ آہستہ قدم اٹھا تا سعادتمندی سے فرانس کے سامنے
 آکر کھڑا ہو گیا۔
 فرانس اٹھ کھڑا ہوا بے خیالی میں اس کا ہیٹ اس کے
 ماتھے سے چھوٹ کر فرش پر گر گیا.... اور اس سے قبل کہ وہ خود بھی
 غصہ کھا کر گر پڑتا نہ پچھتے نے بڑھ کر وہ ہیٹ اٹھایا اور فرانس کی
 طرف بٹھا دیا۔ مٹرفیل مصلحتاً اٹھ کر کھڑکی سے قریب چلے گئے اور
 باہر جھانکتے گئے۔

فرانس نے پیک کر کے اپنے سینے سے لگایا اور پھر
 اس کی آنکھوں رخساروں پیشانی لبوں اور بالوں پر بوسوں کی بارش
 کر دی بچہ اس بے تحاشا پیار سے بولھلا گیا اور فرانس کو پیچھے
 دھکیلنے لگا۔ فرانس نے اچانک بچے کو چھوڑ دیا۔
 "خدا حافظ! خدا حافظ!!"

فرانس نے آنسو بھری ہوئی آنکھوں سے بچے کو آخری بار
 دیکھا اور اتنی تیزی سے کمرے سے نکل گیا کہ جیسے وہ کوئی چودہ تھا!!!

سختی سے پکڑ لئے اور تقریباً دوڑتی ہوئی پارک سے نکل گئی فرانس
 جانے کس طرح گھر واپس لڑا اور رات بھر چھوٹ چھوٹ کر دوڑا رہا۔
 کئی ماہ تک وہ دوبارہ نظر نہ آئی۔ وہ دن رات تڑپا رہا کیونکہ
 وہ اپنے کسی جذبہ بے ناام کا شکار ہو گیا تھا اپنے بیٹے کو ایک بار پیار
 کرنے کے عوض وہ مرنے کو بھی تیار تھا.... وہ کوئی قتل بھی کر دیتا....
 کوئی بھی کا زمانہ انجام دے دیتا اگر صرف اسے اپنے بیٹے سے ملنے دیا جاتا!
 اس نے دُش کو خط لکھا مگر کوئی جواب نہ ملا، حتیٰ کہ اس کے تقریباً
 بیس خط لکھنے لگے.... اور جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ اسے ضائع
 نہیں کر سکے گا تو اس نے دُش کے شوہر کو لکھنے کی ٹھانی.... اور جواب کے
 طور پر وہ اپنے سینے میں کوئی گولی بھی قبول کرنے کو تیار تھا.... اس کے
 خط میں صرف چند سطریں تھیں۔

"جناب!"
 یقیناً میرا نام سن کر آپ خوفزدہ ہو گئے ہوں گے۔ لیکن میں بڑی
 بے بسی کے عالم میں اپنی زندگی گزار رہا ہوں اب صرف آپ ہی کچھ
 امید رہ گئی ہے کیا آپ ازراہ کرم مجھ سے چند منٹ کے لئے ملنا پسند
 کریں گے؟"

دوسرے روز اسے جواب ملا۔
 "جناب!"
 میں کل بروز منگل تمام باجیجے آپ کا انتظار کروں گا!"

★★
 جونہی اس نے مکان د مینیر پر قدم رکھا فرانس کو اپنا بل
 منہ کرواتا ہوا غصہ ہوا۔ اسے اپنے سینے میں سے شور سا اٹھتا ہوا
 سنائی دے رہا تھا۔ ایسا شور جو بہت سے جنگلی گھوڑوں کی ٹاپوں سے
 مشابہ تھا اس نے دیکھ دی ملازم نے اسے ڈرائنگ روم میں لیجا
 کر بٹھا دیا۔ کچھ دیر بعد ایک شخص کمرے میں داخل ہوا۔ فرانس نے
 لو کھڑائی ہوئی آواز میں کہا۔

"جناب.... جناب... معلوم نہیں کہ آپ میرا نام بھی
 جانتے ہیں....."

"آپ کو اپنا نام بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔" مٹرفیل نے
 بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں جانتا ہوں میری بیوی نے آپ کے بارے
 میں بات کی تھی۔"

